سوال

(141) کسی معین شخص کو شہید کہنا اور۔۔۔!

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

میں نے صحابی جلیل حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث پڑھی کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ

ن الشہید فیکم ؟ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل فی سبیل اللہ فہو شہید قال ان شہداء امتی اذا لقلیل قالوا فمن یا رسول اللہ ؟ من قتل سبیل اللہ فہو شہید و من مات فی سبیل اللہ فہو شہید و من مات فی الطاعون فہو شہید و من مات فی البطن فہو شہید والغریق شہید (صحیح مسلم)

''تم شہداء کون ک سمجھتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا '' یا رسول اللہ ﷺ! جو اللہ کی راہ میں قتل ہوجائے وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا!'' پھر تو میری اُمت کے شہداء بہت کم ہوں گے '' صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر شہید کون ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ کی راہ میں قتل ہوجائے وہ شہید ہے جو اللہ کے راستے میں فوت ہوجائے وہ بھی شہید ہے۔ جو طاعون سے فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ جو پانی میں غرق ہوجائے وہ بھی شہید ہے۔ ''

توکیا وہ شخص جو نشہ کی حالت میں ہو اور پانی میں غرق ہوجائے وہ بھی شہید ہے ؟ کیونکہ حدیث میں غرق ہونے والے کو شہید بتایا گیا ہے۔ اُمید ہے جواب سے مستفید فرمائیں گے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے میں توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کہ اس دور میں بہت سے لوگوں کے ہاں شہید کے لفظ کا استعمال کا رواج بہت عام ہوگیا ہے۔ حتیٰ کہ جو شہادت کا اہل نہیں ہوتا اسے بھی لوگ شہید کہنا شروع کردیتے ہیں۔ حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ شہید صرف اسے ہی کہنا چاہیے جس کے شہید ہونے کی نبی کریم ﷺ نے شہادت دی۔

رسول اللہ ﷺ کے شہادت دینے کی دو قسمیں ہیں :

1۔ آپ کسی معین شخص کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ وہ شہید ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اس وقت آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پہاڑ پر لرزہ طاری ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

اَن اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ حدثہم اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد اَحدا واَبو بکر و عمر و عثمان فرجف بہم فقال "اثبت اَحد فاِنما علیک نبی وصدیق وشہیدان ". (صحیح بخاری حدیث نمبر 3675)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر

ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

تو جسے نبی کریم ﷺ شہید قرار دیں۔ آپ ﷺ کی تصدیق واتباع میں ہم بھی اسے شہید کہیں گے۔

2۔ جنھیں نبی کریم ﷺ علی وجہ العموم شہید قرار دیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا ہے۔ کہ جو شخص اللہ کے راستے میں مقتول ہو وہ شہید ہے۔؟ جو اللہ کے راستے میں فوت ہو تو وہ بھی شہید ہے جو غرق ہو جائے وہ بھی شہید ہے اور اسی طرح کے دیگر شہداء جنھیں شہادت عامہ کے اعتبار سے شہید کیا گیا ہے اس قسم کے اعتبار سے کسی معین شخص کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شہید ہے۔ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کا یہ وصف ہو وہ شہید ہے۔ لیکن کسی معین شخص کو بطور خاص نہیں کہہ سکتے کہ وہ شہید ہے کیونکہ شہادت وصف اور چیز ہے اور شہادت عین اور ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں ایک باب کا عنوان ہی اسی طرح قائم فرمایا ہے کہ باب لایقال فلان شہید ۔۔۔ یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہید ہے۔۔۔ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے کہ :

اللہ اعلم بمن یجاہد فی سبیلہ (صحیح بخاری)

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کون جہاد کرتا ہے''

نیز یہ کہ

واللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ (صحیح بخاری)

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کسے زخم لگتا ہے؟''

پھر آپ نے اس عنوان کے تحت وہ مشہور اور طویل حدیث بیان فرمائی ہے۔ جس میں اس آدمی کا قصہ مذکور ہے۔ جو ایک غزوے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ اور وہ بہت بہادر اور دلیر تھا۔ اور کسی بھی دشمن کو واپس بغیر جانے نہ دیتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

إن الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس، وهو من أهل النار، (صحیح بخاری حدیث نمبر 2898)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ استدلال بالکل واضح ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے ''اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ اس کے راستے میں کون جہاد کرتا ہے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر حال کبھی باطنی حال کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ اور اخروی احکام ظاہر کے نہیں بلکہ باطن کے مطابق ہوں گے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت جو واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک شخص نے اس کے حالات کا جائزہ لیا۔ تو معلوم ہوا کہ آخر میں اس شخص نے خودکشی کرلی تھی۔ لہذا ہم لوگوں کے ظاہر حال کے مطابق ان پر اخروی احکام منطبق نہیں کرسکتے اور نصوص کو ہم عموم پر رکھیں گے لیکن یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ شخص اس نص کے مصداق ہے یا نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری فی شرح صحیح البخاری'' میں ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے غزوات کے بیان میں کہتے ہو کہ فلاں شخص شہید ہے۔ اور فلاں شخص شہید فوت ہوا حالانکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی سواری نے اسے گرادیا ہو لیکن تم نہ کہا کرو بلکہ اس طرح کہا کرو۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

من مات فی سبیل اللہ او قتل فھو شہید (صحیح مسلم)

''جو شخص اللہ کے راستے میں فوت ہوا یا قتل ہوا وہ شہید ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ لہذا ہم کسی کو نص کے مطابق ہی شہید کہیں گے۔ یعنی اگر آپ ﷺ نے کسی معین شخص کو ہی شہید قرار دیا ہے تو ہم بھی اسے شہید کہیں گے اور اگر شہادت کو آپ نے علی العموم فرمایا ہے۔ تو ہم بھی اسے عموم پر ہی رکھیں گے۔ لہذا سائل کا جو یہ سوال ہے کہ ایک شخص جو نشہ کی حالت میں غرق ہوا تو کیا وہ شہید شمار ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح غرق ہونے والے کسی معین شخص کو ہم شہید نہیں کہہ سکتے خواہ غرق ہوتے وقت اس نے شراب پی تھی یا نہیں پی تھی۔ وہ نشے میں تھا یا نشے میں نہیں تھا۔

نشہ کی مناسبت سے یہاں زکر کرنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ شراب پینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہر عاقل مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور اس سے اجتناب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ترک کرنے کا حکم دیا ہے اگر کوئی شخص شراب پیئے حتیٰ کہ اسے نشہ ہوجائے۔ تو اسے کوڑے لگائے جایئں گے۔ اگر پھر پیئے تو پھر کوڑے لگائے جایئں گے۔ اگر پھر پیئے تو تیسری بار کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر چوتھی بار پیئے تو بعض اہل علم کے نزدیک اسے قتل کردیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نہیں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ حدیث منسوخ ہے۔ جس میں قتل کرنے کا حکم ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی کوڑے لگنے سے باز آجائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر شراب نوشی اس قدر پھیل جائے کہ باربار سزا کے باوجود بھی لوگ اس سے باز نہ آیئں تو پھر اس کی سزا قتل ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ بن باز رحمہ اللہ

جلددوم